لنگڑی بطخ (Lame Duck) اور مڈ ٹرم انتخابات میں ریپبلکنز کی شکست

تحریر: استاد خالد علی – امریکہ

(ترجمہ)

4 نومبر 2026ء کو "دی اٹلانٹک" (The Atlantic) جریدے نے "ٹرمپ کے دور کا خاتمہ" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا اور انہیں "لنگڑی بطخ" (Lame Duck) قرار دیا۔ یہ ایک سیاسی اصطلاح ہے جو امریکی صدر کے لیے اس وقت بولی جاتی ہے جب وہ الیکشن ہار جائے اور دوبارہ صدارت کا امیدوار نہ بن سکے، یا جب اس کی پارٹی کانگریس کا کنٹرول کھو بیٹھے، جس سے اس کے لیے قانون سازی پاس کروانا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ ٹرمپ وائٹ ہاؤس میں صدارت کی باگ ڈور سنبھالنے کے بعد سے ایک اندھی بطخ کی طرح تصرفات کر رہے تھے۔ باوجود اس کے کہ ان کی انتخابی مہم میں امن کا قیام اور جنگوں کے خاتمے کا دعویٰ تھا، انہوں نے اپنی مدت کا آغاز کسٹمز ڈیوٹی (ٹیرف) کی ان جنگوں سے کیا جن کا اعلان انہوں نے اپنے اتحادیوں اور حریفوں دونوں پر یکساں طور پر کیا؛ انہوں نے غزہ پر جنگ میں یہودی وجود کی حمایت کی؛ وہ کینیڈا پر قبضہ کر کے اسے امریکہ کی ریاستوں میں شامل کرنا چاہتے تھے؛ گرین لینڈ کے جزیرے پر تسلط حاصل کرنا چاہتے تھے؛ غزہ پر قبضہ کر کے اسے ریویریا میں بدلنا چاہتے تھے؛ انہوں نے وینزویلا پر حملہ کر کے اس کے صدر کو قیدی بنا کر امریکہ منتقل کیا؛ اور بالآخر انہوں نے ایران پر جنگ کا اعلان کر دیا یہاں تک کہ وہ آبنائے ہرمز میں پھنس کر رہ گئے۔ چنانچہ ٹرمپ کے ان اندھے تصرفات اور ان کی کمزور و تابع فرمان انتظامیہ نے ہی ان کی پارٹی کو اس حتمی نتیجے تک پہنچایا جہاں ان کی پارٹی کو شکست ہوئی اور ڈیموکریٹس کو شاندار فتح حاصل ہوئی۔

یہ بات درست ہے کہ امریکی صدور اس سپر پاور ریاست کی بنیادی پالیسیوں اور اسٹریٹجی سے انحراف نہیں کرتے، اور جو کچھ ٹرمپ اور ان کی پارٹی نے کیا، وہ امریکہ کے ریاستی مفادات اور ملک کے بااثر بڑے سرمایہ داروں کے مفادات کے حصول ہی کے لیے تھا؛ تاہم ٹرمپ کا اندازِ عمل ان اہداف کو حاصل کرنے میں ناکام رہا، چنانچہ ان کی یہ شکست اس سپر پاور کے مفادات پورا کرنے میں ناکامی کی پاداش میں انہیں اور ان کی پارٹی کو ملنے والی سزا کی مانند تھی۔

اس شکست کے نتیجے میں اب صورتِ حال یہ بنے گی کہ ڈیموکریٹس، ٹرمپ انتظامیہ پر ان تمام امور کے حوالے سے دباؤ بڑھائیں گے جن میں وہ ناکام ہوئی ہے۔ کانگریس ایران میں جنگ روکنے کے لیے دباؤ ڈالے گی اور انہیں ان کی انتظامیہ کے ناکام افراد کو تبدیل کرنے پر مجبور کرے گی، جیسے وزیرِ جنگ اور مذاکرات کے لیے ٹرمپ کے خصوصی نمائندے وٹکوف، اور دیگر ایسی شخصیات جن کی کمزوری اور ناکامی ثابت ہو چکی ہے۔ معاملہ موجودہ انتظامیہ میں بدعنوانی کے کیسز کی مجرمانہ تحقیقات تک بھی پہنچ سکتا ہے، جو بعض اوقات جیل بھیجنے کا سبب بن سکتی ہیں، تاکہ امریکی عوام اور دوست و دشمن ممالک کو یہ باور کرایا جا سکے کہ حالات بدلنا شروع ہو گئے ہیں اور ناکام انتظامیہ کی رخصتی کا وقت آ گیا ہے، اور یہ کہ "مخلص" ڈیموکریٹس اقتدار کے ایوانوں میں پہنچ چکے ہیں اور ٹرمپ اور ان کی ناکام انتظامیہ کی چھوڑی ہوئی اس تمام بدعنوانی اور تباہی کو بدل ڈالیں گے۔ اس طرح امریکی سیاست دانوں کے درمیان انتخابات کا یہ ڈراما اور کرداروں کا تبادلہ ملک کے بااثر طبقے کی غرض و غایت کی تکمیل کے لیے امریکی عوام اور دنیا بھر کے عوام کی قیمت پر جاری رہتا ہے۔

امریکہ اس بات کو اچھی طرح سمجھ چکا ہے کہ ایران کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کرنے میں ناکامی کے بعد اب جنگ کو روکنا ناگزیر ہو گیا ہے، لیکن وہ اس جنگ سے ہارے ہوئے فریق کی صورت میں اور بغیر کوئی مفاد حاصل کیے نکلنے پر تیار نہیں۔ اسی لیے اس بات کو بعید از قیاس نہیں سمجھا جا سکتا کہ سفاک ٹرمپ اگلے جنوری میں اپنی پارٹی کی رخصتی سے قبل ایران پر کوئی فوجی حملہ کر ڈالیں تاکہ اسے ایٹمی ہتھیاروں سے دستبردار ہونے اور خطے میں اپنے اثر و رسوخ کو کم کرنے کے لیے امریکی شرائط قبول کرنے پر مجبور کیا جا سکے۔ اس جنگ کے امریکہ پر انتہائی منفی اور سنگین اثرات مرتب ہوئے ہیں، جن میں سب سے پہلا اثر دنیا بھر میں اور بالخصوص مشرقِ وسطیٰ کے خطے میں اس کے مقام و مرتبے کا متزلزل ہونا ہے۔ خلیج میں اس کے اتحادیوں اور ایجنٹوں نے اپنے اوپر ایران کے حملوں کے باعث نالاں ہونا اور بغاوت کا مظاہرہ کرنا شروع کر دیا ہے، جبکہ یہودی وجود کو ایسے کاری

ضربات کا سامنا کرنا پڑا ہے جنہوں نے اس کے حواس باختہ کر دیے اور اس کے رعب و دبدبے کو ختم کر دیا۔ نیز یورپ میں امریکہ کے اتحادی اس کے دباؤ سے نکلنے اور اطاعت کے دائرے سے باہر ہونے لگے ہیں۔ اور ان سب باتوں سے بڑھ کر یہ کہ اس کے سیاسی حریف اور دشمن اپنے پاؤں جمانے اور اسے بین الاقوامی قیادت کے عرش سے ہٹانے کے لیے راستے تلاش کرنے لگے ہیں۔ چنانچہ اگر ضرورت پڑی تو پالیسیوں میں تبدیلی، چہروں کی تبدیلی اور رعایتیں دینا ناگزیر ہو جائے گا۔

امریکہ میں فیصلہ ساز طبقے کو یہ ادراک ہو چکا ہے کہ ریاست زوال اور کمزوری کے دور میں داخل ہو چکی ہے اور اس کی گاڑی اپنے آخری اسٹیشن تک پہنچنے کے قریب ہے، لیکن پریکٹیکل سرمایہ دارانہ فکر کی فطرت سیاست دانوں کو اپنی شکست کا اعتراف کرنے یا سچائی کو قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔ اسی لیے آپ دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس واقعیت کو بدلنے اور تاریخ کے پہیے کو الٹا گھمانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ٹرمپ جیسے شخص کو سامنے لائے، جو سیاست دانوں کے نزدیک ایک مسخرہ تو جانا جاتا ہے، سیاست دان نہیں، مگر وہ عوام میں زبردست مقبولیت رکھتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کی پشت پناہی کی، مدد کی اور طاقت کے تمام وسائل فراہم کیے اور "ماگا" (MAGA) نامی تحریک قائم کی، جس کا مطلب "امریکہ کو دوبارہ عظیم بنانا" ہے۔ یہ نعرہ بذاتِ خود اس بات کا اعتراف ہے کہ امریکہ اب پہلے کی طرح عظیم نہیں رہا، مگر حالات کو سنبھالنے اور وقت کی خرابیوں کی اصلاح کی کوشش کی گئی؛ چنانچہ ٹرمپ اپنے تمام تر عیوب و نقائص، گھمنڈ اور تکبر کے ساتھ میدان میں آئے تاکہ امریکہ کو ان کی خواہش کے مطابق دوبارہ عظیم بنائیں، لیکن ان کی ناکامی بالکل واضح تھی اور امریکہ کو زوال سے بچانے کے بجائے وہ اس کی تباہی کا سبب بن گئے، بالکل اسی طرح جیسے مقولہ ہے: "اور آنکھ میں سرمہ ڈالنے کے بجائے اسے اندھا کر دیا!"

اور اب دیکھئے کہ ٹرمپ کی پارٹی آج شدید اور دردناک شکست کے بعد مذموم و مردود ہو کر سیاسی منظر نامے سے باہر ہو رہی ہے، اور قوی امکان یہی ہے کہ وہ آنے والے صدارتی انتخابات بھی ہار جائے گی اور ایک نیا ڈیموکریٹک صدر لایا جائے گا تاکہ ایک نئے چہرے کے ساتھ وہی کھیل دوبارہ دہرایا جا سکے۔

یہودی وجود کی حمایت و پشت پناہی کرنے والے ریپبلکنز رخصت ہو جائیں گے؛ وہ ریپبلکنز جنہوں نے جنگوں کے شعلے بھڑکائے، قیمتیں بڑھائیں، افراطِ زر میں اضافہ کیا اور بے باکی کے ساتھ اسلام کا مقابلہ کیا، وہ چلے جائیں گے اور ان کی جگہ وہ ڈیموکریٹس آئیں گے جو یہودی وجود کی حمایت تو کرتے ہیں مگر کچھ شرمیلی نظروں کے ساتھ، اور جنگیں بھڑکاتے ہیں مگر "امن کی خاطر!"، قیمتیں کم کرتے ہیں مگر ٹیکس بڑھا دیتے ہیں، بدعنوانی کو کوستے ہیں مگر چور کا ہاتھ نہیں پکڑتے، اسلام کا مقابلہ کرتے ہیں مگر ایک نرم اور خوش گوار چہرے کے ساتھ، اور اظہارِ رائے کی آزادی کی حمایت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو کانگریس میں یوں داخل کرتے ہیں "گویا وہ فاتحین ہیں!" اور ہم جنس پرستی و بے راہ روی کے علمبرداروں کے لیے دروازے کھول دیتے ہیں، تاکہ حقائق کو خلط ملط کر دیں اور حق والے باطل کی موجوں میں گم ہو کر رہ جائیں؛ یہی ہے جمہوریت کا حقیقی چہرہ اور اس کا بوسیدہ لباس!

جی ہاں، احمق ٹرمپ چلا جائے گا جیسا کہ وائٹ ہاؤس کی سابقہ مشیر اوماروسا نیومان (Omarosa Manigault Newman) نے اپنی کتاب "المعتوہ" (Unhinged) میں اسے متصف کیا ہے، اور ریپبلکنز رخصت ہوں گے اور (مخلص!) ڈیموکریٹس آئیں گے تاکہ معاملات کو ان کے اصل نصاب پر لا سکیں؛ اور یوں یہ ایک ہی چرخی میں گھومنا ہے اور ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں، بالکل اسی طرح جیسے عربی مقولہ ہے: "سرکہ رائی کا بھائی ہے" اور "شہاب الدین اپنے بھائی سے بھی زیادہ برا ہے"۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انسانیت کو ان شرور سے نجات دے اور حق کو اس کے اہل کی طرف لوٹا دے، اور امتِ مسلمہ پر نبوت کے نقشِ قدم پر دوسری خلافتِ راشدہ کے قیام کے ذریعے نصرت و تمکین کا فضل فرمائے، جو اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت ہے۔